چار براعظموں میں براہ راست دیکھا سنا جانے والا پہلا خطبہ جمعہ

جھوٹ سے بچیں کہ یہ بت کی نجاست ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ / اگست ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جمعہ بابرکت ہوتا ہے لیکن یہ جمعہ جو آج کا جمعہ ہے جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے بطور خاص بہت برکتیں لے کر آیا ہے کیونکہ یہ وہ پہلا جمعہ ہے جو اسوقت دنیا کے چار براعظموں میں براہ راست دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ اس جمعہ کا یہ خطبہ اس وقت دنیا کے چار براعظموں میں دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔

پاکستان میں جماعتیں بڑی دیر سے محرومی کی شکایت کرتی تھیں کہ خطبات کو براہ راست سننے سے محروم ہو چکی ہیں ایک شخص نے شعروں میں اپنے دل کی حکایت بیان کی تھی کہ کبھی ہم آمنے سامنے بیٹھ کر جمعہ میں شامل ہوا کرتے تھے اور خطبات سنا کرتے تھے اب کیسٹوں کے سہارے آواز پہنچتی ہے تو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ جماعت کی اس گریہ وزاری کو سن لیا اور اس وقت پاکستان میں ہزارہا لوگ جن کی تعداد ہوسکتا ہے کہ ایک لاکھ کے لگ بھگ ہو، براہ راست مجھے دیکھ بھی رہے ہیں اور میری آواز بھی سن رہے ہیں اس طرح ان کی ایک دیرینہ پیاس اللہ تعالیٰ نے بجھا دی اور انہی کی دعاؤں کی برکت ہے اور انہی کا فیض ہے جو آج اس وقت جاپان میں بھی خطبہ سنا جا رہا ہے سڈنی (آسٹریلیا) میں بھی اور افریقہ کے مختلف ممالک میں بھی اور اسی طرح بنگلہ دیش میں انڈونیشیا

میں (Solomon Island) تک بھی یہ تصویر پہنچ رہی ہے اور آواز جارہی ہے لیکن غالباً ابھی وہاں مناسب ڈش لگانے کا انتظام نہیں ہوسکا لیکن جوں جوں یہ بات پھیلتی چلی جائے گی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک میں جماعتوں میں بھی براہ راست خطبہ سننے کا شوق بڑھتا جائے گا اور ذرائع مہیا ہوتے چلے جائیں گے اور انفرادی طور پر بھی انشاءاللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ وہ خواتین اور بچے جو جمعہ پر نہیں جاسکتے اور وہ مرد بھی جن کے ہاں جمعہ کا وقت نہیں ہوگا گھر میں بیٹھ کر خطبات سے فائدہ اٹھاسکیں گے۔

پاکستان میں اس وقت پانچ بجکر پینتالیس منٹ کے قریب ہوں گے کیونکہ چار گھنٹے کا فرق ہے ہندوستان میں چھ بجے ہوں گے بنگلہ دیش میں ساڑھے چھ اور انڈونیشیا میں ساڑھے سات اور جاپان میں رات کے ساڑھے نو اور آسٹریلیا میں ساڑھے دس اور Solomon Island میں ساڑھے گیارہ۔ افریقہ میں مختلف وقت ہیں۔ اس وقت گیمبیا اور مغربی افریقہ ہم سے ایک گھنٹہ پیچھے ہیں ویسے تو دونوں کا ایک ہی وقت لیکن چونکہ یہاں گرمیوں میں وقت آگے بڑھادیا جاتا ہے اس لئے وہاں اس وقت دن کے پونے ایک کا وقت ہوگا اور مشرقی افریقہ میں تین گھنٹے آگے ہے جس کا مطلب ہے کہ وہاں پونے پانچ کا وقت ہوگا تو مختلف وقت میں لیکن خطبہ ایک ہی رہے، آواز ایک ہی ہے، تصویر ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے کل عالم میں یہ عجیب انتظام مہیا فرمادیئے ہیں۔

مولویوں کو پاکستان میں میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ احمدیوں کے رستے نہ روکو تمہیں نقصان ہوگا اور خطبات میں خوب کھول کر بیان کیا تھا کہ تم ایک رستہ روکو گے تو خدا بیسیوں رستے اور کھول دے گا اور اگر زمینی بند کرو گے تو آسمان سے کثرت سے فضل نازل ہوں گے کہ تم کسی زور، کسی برتے پر اور کسی طاقت سے ان کی راہ میں حائل نہ ہوسکو گے اس لئے بیکار کی کوشش ہے کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو، اپنا پیسہ ضائع کرتے ہو، خدا کا غضب کماتے ہو اور فائدہ کچھ بھی نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اُن سے کہا تھا کہ جب آسمان سے جماعت پر فضلوں کی بارشیں نازل ہوں گی تو کیا تمہاری چھتریاں اور سائبان ان بارشوں کو روک سکیں گے۔ وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا افق پھیلے ہوں اور رحمتوں کے وہ بادل جو آج چار براعظموں تک پھیل چکے ہیں اور خدا کے فضلوں کی بارشیں برسا رہے ہیں کہاں ہے وہ دنیا کا مولوی جو اس کی راہ میں حائل ہوسکے؟ کون سی اُن کی چھتریاں ہیں، کون سے

ان کے سائبان ہیں جو خدا کے فضلوں کو روک سکتے ہوں؟ اب تو یہ حکایت عام ہو رہی ہے۔ اب تو ان کے لئے یہ ہی ہے کہ ؎ ''تو سنتا جا تو شرماتا جا''

تمہاری کوششوں کے برعکس نتیجے پیدا کئے ہیں اور ایسے برعکس نتیجے کہ ہمارے تصوّر میں بھی نہیں تھے اس لئے اپنی طرف سے تو میں نے تمہیں یہی نصیحت کی تھی کہ رک جاؤ مگر اب میں سوچتا ہوں کہ اگر رک جاتے تو پھر اللہ کا فضل ہوا وہ نہیں رکے جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ جتنی طاقت ہے، جتنی بساط ہے جس طرح قرآن کریم نے شیطان کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اپنا لشکر دوڑا لاؤ، اپنے گھوڑے چڑھا لاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا، جو طاقتیں ہیں بروئے کار لاؤ۔ خدا کی قسم! تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا کیونکہ خدا کے بندوں پر غیر اللہ کو غلبہ نصیب ہونا ممکن ہی نہیں۔ ان کے مقدر کی بات نہیں۔

پس آج اس خطبہ میں سب سے پہلے تو میں پاکستان کے اپنے بھائیوں اور بہنوں اور بچوں کو اپنی طرف سے اور تمام حاضرین جمعہ کی طرف سے نہایت محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پہنچاتا ہوں اور دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پھر ہندوستان میں جو سننے والے ہیں ان کو بھی بنگلہ دیش میں بھی، انڈونیشیا میں بھی اور جاپان میں بھی اور آسٹریلیا میں بھی اور افریقہ کے مختلف ممالک میں بھی، جو لوگ اس وقت اس خطبہ میں آواز اور تصویر کے ذریعہ حاضر ہیں ان سب کو میری طرف سے اور تمام حاضرین جمعہ کی طرف سے نہایت محبت بھرا اسلام اور دعاؤں کے تحفے ہیں جو ہم آپ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ چوہدری محمد علی صاحب کی ایک نظم الفضل میں چھپی تھی اس کا ایک شعر نام لئے بغیر دراصل مجھے ذہن میں رکھ کر کہا گیا تھا اور وہ بات کھلی کھلی ظاہر و باہر تھی وہ شعر تھا کہ

کبھی تو اس سے ملاقات ہوگی جلسے پر
کبھی تو آئے گا وہ وصل کے مہینوں میں (اشکوں کے چراغ صفحہ:۱۸)

میں تو اُن کو بتاتا ہوں کہ اب تو ہر ہفتے جلسے ہوا کریں گے اور وصل کے مہینوں کا انتظار نہیں وصل کے، ہفتوں کا انتظار ہے جواب جاری ہو گیا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ بند نہیں ہوگا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ بات پھیلتے پھیلتے اب امریکہ تک بھی جا پہنچے گی اور کینیڈا تک بھی اور کل عالم پر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز محیط ہو جائے گی اور خدا تعالیٰ کا یہ کلام بڑی شان کے ساتھ پورا ہوگا۔

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' (تذکرہ: ۲۶۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ادنیٰ غلام کو یہ توفیق ملی ہے آئندہ آنے والے بھی **اس الہام کی برکت سے براہ راست تمام دنیا کو مخاطب ہوا کریں گے اور زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سنی جائے گی۔** یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس کے احسانات ہیں اتنے کہ ہم ان کو گن نہیں سکتے، اتنے کہ ساری زندگیاں بھی خدا کے حضور قربان کر دیں تو ان کے شکر ادا نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بندے بنائے اور ناشکرا نہ بنائے کیونکہ اگر ہم شکر گزار بندے بن جائیں تو جو احسان ہم گن نہیں سکتے ان میں سے ہر احسان پھر نشو ونما پائے گا ہر احسان کو پھر بکثرت پھل لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا سلسلہ لامتناہی ہو جائے گا۔ پس شکر گزار بندوں کا یہ انعام مقدر ہے جو آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا اور آپ کے فیض سے ہم سب تک پہنچا کہ

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم: ۸)

اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور بڑھاؤں گا اور ضرور بڑھاؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب خدا کے جو فیض ہم پر نازل ہو رہے ہیں انہوں نے تو بڑھنا ہی بڑھنا ہے اور پھیلنا ہی پھیلنا ہے پھولنا اور پھلنا ہے۔ تمام دنیا میں یہ بات پھیلتی جائے گی اس لئے جماعت احمدیہ کو ان ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جو خدا کے فضلوں کے نتیجہ میں ہم پر عائد ہوئی ہیں اپنی زندگیوں میں جہاں تک ممکن ہو روحانی انقلاب برپا کرنے چاہئیں یہی وجہ ہے کہ میں نے تبتل الی اللہ کا مضمون بیان کرنا شروع کیا اور جماعت کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک غیر اللہ سے کٹ کر خدا کے نہیں ہو جاتے یا غیر اللہ سے کٹنے کا سلسلہ شروع نہیں کر دیتے اس وقت تک ہمارے سارے کام حقیقت میں خدا نہیں بنائے گا کچھ کام ایسے ہوں گے جن میں ہم خدا کی بجائے دنیا کی طرف دیکھ رہے ہوں گے وہ کام تو خدا نہیں بنائے گا۔ خدا وہی کام بنایا کرتا ہے جن میں تمام تر توکل اور انحصار انسان خدا کی ذات پر ہی کرے۔

پھر تبتل کا یہ معنی ہے کہ دنیا سے اپنی امیدیں، اپنی حرصیں اپنے خوف، اپنی طمعیں کاٹ

دو اور پھر خدا پر ہی توکل کرو۔ اسی کے ہو جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہارے سارے کام اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود بنائے گا، تمہارے سارے بوجھ اُٹھائے گا، تمہاری ساری مشکلات دور فرمائے گا تم خدا کے وہ نمائندہ بن جاؤ گے جس کا غالب آنا مقدر ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو نہیں ٹال نہیں سکے گی۔

یہ وہ مضمون ہے جس کی تفصیلات میں جا کر میں پچھلے دو خطبوں سے یہ بیان کر رہا ہوں کہ سب سے بڑا بت جو تبتل کی راہ میں حائل ہوتا ہے وہ جھوٹ کا بت ہے دنیا میں سب سے زیادہ عبادت جھوٹ کی ہو رہی ہے۔

وہ قومیں جو خدا کی قومیں کہلاتی ہیں وہ اہل مذاہب جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں جن کے مذاہب کے بنیادیں الہام پر مبنی ہیں یعنی الہام کے ذریعہ بنیادیں قائم ہوئیں ان مذاہب کے ماننے والوں کی بھاری اکثریت اتنی بڑی بھاری اکثریت کہ بعض دفعہ یوں لگتا ہے کہ چراغ لے کر بھی ڈھونڈ و تو اس اکثریت میں استثناء نہیں ملے گا، جھوٹ کی عبادت کرتی ہے، ان کا اوڑھنا بچھونا جھوٹ، ان کی اُمیدیں جھوٹ سے وابستہ ہیں اور وہ خوف میں نجات جھوٹ سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہر بات میں جھوٹ کی طمع ہے جو ان کا سہارا بنتی ہے۔ تو اگر نام خدا کا لے رہے ہوں اور سجدے بتوں کے کر رہے ہوں تو خدا ایسا نادان تو نہیں کہ ان سجدوں کو جو بتوں کو کئے جا رہے ہوں قبول فرمالے گا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جب تم خدا کے سوا کسی اور نام پر جانور ذبح کرتے ہو تو وہ گوشت اور وہ قربانیاں خدا کو بہر حال نہیں پہنچتیں وہ تو دنیا کے لئے ہیں، دنیا کے لئے ذبح ہو جاتی ہیں۔ پس بعض لوگ جب خدا کو مدنظر رکھ کر بھی بظاہر خدا کے لئے اپنی عبادتیں وقف کرتے ہیں ان کی نمازوں کا اُٹھنا بیٹھنا خدا کے لئے ہوتا ہوگا اور وہ بھی بظاہر ان کا گرجوں میں جا کر Services میں شامل ہونا بھی بظاہر خدا کی خاطر ہوتا ہوگا۔ ان کا دوسری عبادت گاہوں میں جا کر خدا کے سامنے سر جھکانا بھی بظاہر خدا کے لئے ہوگا لیکن مساجد سے باہر آنے کے بعد جب ساری زندگیاں غیر اللہ کے لئے وقف ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت اس تھوڑی سی عبادت کو کبھی قبول نہیں کرے گا جو اس کے لئے الگ کی گئی ہو۔ لیکن جب میں نے بظاہر وہ الفاظ استعمال کیا تو عمداً میں نے ایسا کیا کیونکہ وہ لوگ جو موحد ہیں۔ ان کی عبادتیں بھی اکثر خدا کے لئے نہیں ہوتیں، ان کے خیالات ان کو عبادتوں میں گھیر لیتے ہیں، ان کے فکر دامنگیر ہو جاتے ہیں، کئی قسم کے جن ہیں جو ان کو چمٹ جاتے ہیں اور

عبادت کا اکثر حصہ بغیر مغز کے رہ جاتا ہے تو جب مؤحدین کا یہ حال ہے تو جو مؤحد نہیں ہیں، جو سراسر شرک کی عبادت کرتے ہیں ان کا اندازہ کریں کہ اُن کا کیا حال ہوگا۔

اس لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ اپنے حال سے پہلے خود واقف ہو۔ ہم میں سے ہر فرد اپنے نفس کا تجزیہ کرے، اپنے خیالات اپنی نیتوں کا تجزیہ کرے اور اپنا مقام معلوم کرے کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ یہ پتا کرے کہ اس کی کتنی عبادت اللہ کے لئے خالص ہے اور کتنی غیر اللہ کے لئے ہے۔ اس کی زندگی کا کتنا حصہ خدا کے ذکر میں گزرتا ہے اور کتنا وقت غیر کی باتیں جپتے ہوئے کٹتا ہے۔ یہ ظاہری ''جپنا'' مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ خیالات اگر غیر سے چمٹے ہوئے ہوں تو نام خدا کا بھی لیا جا رہا ہو تو دراصل وہ غیر کا ہی لیا جاتا ہے۔ ہم نے ایسے تسبیح کرنے والے دیکھے ہیں جو انگلیوں سے خدا کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں اور زبان سے گندی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں، جھگڑا کر رہے ہوتے ہیں اور نفسانی خیالات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا وہ حقیقت پر نظر رکھتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کی کس حقیقت پر نظر ہے۔ آپ کی اپنی نظر اسی حقیقت پر ہونی چاہئے ورنہ آپ کی نگاہ اور خدا کی نگاہ کے فیصلے مختلف ہوں گے اس لئے اس تفرقہ کو دور کریں۔ جب تک آپ کی نظر سچی نہیں ہوتی آپ اپنی ذات کا خدا کی نظر سے مطالعہ کر ہی نہیں سکتے۔ آپ کو علم ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کے نزدیک آپ کا کیا مقام ہے۔

پس اسی وجہ سے میں نے تفصیل میں جا کر بتانا شروع کیا کہ سب سے بڑا بت جھوٹ کا بت ہے جو عبادت کے خالص ہونے کی راہ میں حائل ہے اس کو توڑو اور اس کو توڑو تو اکثر بت ٹوٹ جائیں گے لیکن اور بھی ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے، جن کی تفاصیل احادیث میں بیان ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک موضوع کو لے کر انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً میں آپ کے سامنے کھول کر یہ باتیں پیش کروں گا۔ اس وقت جھوٹ کے مضمون کے سلسلہ میں یہ تیسرا خطبہ ہے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے خطبہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ وہ قومیں جو جھوٹی ہیں ان کی اقتصادیات میں برکت نہیں ہے اور یہ صرف فرد کا معاملہ نہیں جھوٹ قوموں کے رزق کو چھین لیتا ہے اور بظاہر انسان جھوٹ کو اپنا رب بنا رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ ایسا ظالم رب ہے، ایسا دھوکے باز رب ہے کہ ایک ہاتھ سے کچھ دیتا ہے تو دوسرے ہاتھ سے اُس سے بہت زیادہ واپس لے جاتا ہے۔

چنانچہ میں نے اس کی دو مثالیں دیں، یہاں دیندار یا غیر دیندار کا فرق نہیں ہے۔ وہ قومیں جو سچی ہیں اُن کے رزق میں ضرور برکت پڑتی ہے۔ چنانچہ مشرق بعید کی قوموں کی مثال آپ کے سامنے رکھی، جاپان کی مثال سامنے رکھی کہ ان کی بھاری اکثریت خدا کو بھی نہیں مانتی لیکن سچ بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں جن قوموں میں سچ بولا جا رہا ہے وہاں رزق میں بہت برکت ہے۔ ہمارے تیسری دنیا کے ممالک کو بھی اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے۔

اس خطبہ کے بعد یہ حدیث میرے سامنے آئی جس میں یہ مضمون بیان ہوا ہے یہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضرت اقدس محمد ﷺ نے فرمایا کہ والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھاتا ہے، جھوٹ رزق کو کم کرتا ہے اور دعا قضا وقدر کو بدل دیتی ہے۔ (الترغیب والترہیب للمنذریؒ جلد دوم ۹۲ مطبوعہ مصر)

ان تین باتوں میں انسانی زندگی کے سارے مسائل حل ہو گئے انسان اپنی عمر اور صحت کے لئے کتنی کوشش کرتا ہے اس کے لئے یہ نکتہ بیان فرمایا کہ والدین سے نیک سلوک عمر کو بڑھتا ہے ہمارے ہاں بہت سے والدین جو بچوں کی شکایت اگر زبان پر نہیں لاتے تو دل میں ضرور رکھتے ہیں اور بڑے محروم ہیں وہ بچے جو ماں باپ کی خدمت کی عمر کو پہنچتے ہوں یا جب خدمت کی توفیق ملے، ماں باپ زندہ ہوں اور پھر ان کی خدمت نہ کرسکیں تو یہ نصیحت بھی ضمناً آپ کے سامنے ہے کہ اگر آپ اپنی عمر اور صحت اور اپنے بچوں کی عمر اور صحت کے خواہاں ہوں تو اپنے ماں باپ کی جس حد توفیق ہو خدمت کریں۔

جھوٹ رزق کو کم کرتا ہے بڑھاتا نہیں ہے۔ یہ بات بہر حال سچی ہے اس لئے جھوٹ کے ذریعہ کمانے والوں کے لئے یہ انذار ہے۔ یہ وعید ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا رزق بڑھ رہا ہے لیکن بالآخر نہ انفرادی طور پر جھوٹ سے کمائے ہوئے رزق میں برکت رہتی ہے، نہ قومی طور پر برکت رہتی ہے اور پھر دعا قضاء وقدر کو بدل دیتی ہے یہ عجیب نکتہ ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو (کلام محمود صفحہ :۱۰۵)

قضاء وقدر کے خلاف انسان کی کوئی تدبیر کام نہیں کرسکتی اسی کو غیر ممکن کہا جاتا ہے۔ جب قضاء فیصلہ دیتی ہے تو اس کو ٹالنا ناممکن ہو جاتا ہے مگر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدس

محمد مصطفےٰ ﷺ ہی کے مدرسہ میں تعلیم پائی آپؐ ہی کی حکمت کی باتیں آگے پہنچائیں چنانچہ یہ بات بھی آنحضرت ﷺ ہی کی بیان فرمودہ نکتہ ہے کہ قضاء وقدر کو دعا بدل سکتی ہے۔ پس جس شخص کو قضاء قدر پر کمندیں ڈالنے کا اختیار حاصل ہو جائے اس کو اس بات سے بڑھ کر کیا چاہئے، یہ کمندیں دعا کی کمندیں ہیں جو عرش الٰہی تک پہنچتی ہیں اور آسمان کے کنگروں پر پیوستہ ہو کر خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جنبش دیتی ہیں اور جب آسمان پر تقدیر جنبش میں آتی ہے تو زمین کی تقدیریں اس کے تابع کام کرتی ہیں ان کی مجال نہیں کہ ان سے الگ کوئی رستہ اختیار کر سکیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ یہ بات وہ ہے جس کی بنیاد قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم میں جہاں واقعہ افک کا ذکر ہے اور اور بھی بعض مقامات پر اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے کہ جو شخص ظن کی بناء پر کسی کو داغدار کرتا ہے وہ لازماً جھوٹا ہے۔ خدا کے نزدیک وہ جھوٹا لکھا جاتا ہے یہ بحث ہی نہیں آتی کہ وہ واقعہ ہوا تھا ہو سکتا تھا کہ نہیں ہو سکتا تھا ظن کے ذریعہ کسی کو متّہم کرنے کا حق خدا نے کسی بندے کو نہیں دیا اور دنیا کے اکثر فساد بدظنیوں کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی لطیف نظر تھی جو اس بات تک پہنچی اور یہ عقدہ ہمارے سامنے کھول دیا ورنہ قرآن کریم ہم بھی پڑھتے ہیں اور عام پڑھنے والے کو یہ خیال نہیں آتا کہ اصل مراد کیا ہے۔ وہ مراد آنحضرت ﷺ نے سمجھی اور تفصیل سے یوں بیان فرمائی کہ بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنّی سخت قسم کا جھوٹ ہے اور بدظنی کی مزید قسمیں یوں بیان فرمائیں کہ ایک دوسرے کے عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر ۴۶۵۰)

اب یہ عجیب لطیف کلام ہے کہ بظاہر بدظنی اور تجسّس دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ کی عارفانہ نظر اس بات کو پا گئی کہ اگر پہلے بدظّنی نہ ہو تو تجسّس کا بچہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ تجسس اور دوسرے کے عیب کی تلاش کرنا یہ ایک ایسا اقدام ہے جس سے پہلے بدظنی ضروری ہے۔ جس پر آپ نیک ظنّی کرتے ہیں کبھی اس کا بھی تجسّس کیا ہے، کبھی اس کے عیب بھی تلاش کئے ہیں اُس کے برعکس بات ہوتی ہے، جس کے ساتھ محبت ہو، جس کے ساتھ پیار ہو، جس پہ انسان حسن ظن کرتا ہو اس کی برائی دکھائی بھی دے تو انسان آنکھیں بند کرتا ہے، منہ پھیر لیتا ہے کسی بات کا احتمال

نظر آئے تو سو دوسرے بہانے ڈھونڈتا ہے اُس بات کو نہ ماننے کے کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے، یہ بھی تو ہوسکتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے جھوٹ کی یہ قسم بھی بیان فرما کر ہم پر بے حد احسان فرمایا کہ بدظنی ایک بہت بڑا جھوٹ ہے اس سے بچو، اس سے بچو گے تو معاشرہ تمہارے شر سے بچ جائے گا اور معاشرہ امن میں آجائے گا، اپنے بھائی کے خلاف تجسس نہ کرو، اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، دشمنی نہ رکھو بے رخی نہ برتو۔ اب یہ ساری چیزیں بظاہر الگ الگ ہیں لیکن ان کی بنیاد ایک ہی بات میں ہے کہ کسی شخص سے محبت کی بجائے نفرت ہونا، کسی شخص سے پیار کے تعلق کی بجائے اجنبیت کا تعلق یا دوری کا تعلق یا دشمنی کا تعلق ہونا۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے ایسے لوگوں کا حال بیان کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو کوئی فتح ملتی ہے اور ان کو غنیمت ہاتھ آتی ہے تو اُن کو بہت تکلیف پہنچتی ہے اور اس تکلیف کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ کاش! ہم بھی وہاں ہوتے تو ہم بھی حصہ پاتے اور جب اُن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں شکر ہے ہم وہاں نہیں تھے ورنہ ہمیں بھی تکلیف پہنچ جاتی۔

تو بنیادی طور پر دراصل یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ ایک دوسرے سے تعلق قائم کرو، ایک دوسرے کا بھائی بننے کی کوشش کرو، مومن ایک دوسرے کے اخوہ ہوتے ہیں اور جو شخص سمجھتا ہے کہ یہ مومن میرے بھائی ہیں اگر یہ سمجھنے کے باوجود یہ باتیں اس میں پائی جاتی ہیں تو اس کا بھائی ہونے کا تصور جھوٹا ہے۔ یہ بیماریوں کی علامتیں ہیں جو دلوں میں پوشیدہ ہیں اور ان علامتوں کو ظاہر و باہر کر کے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ان بیماریوں کو پہچاننے کا ایک عظیم نسخہ ہمیں عطا فرما دیا۔ اب دیکھ لیجئے جو بدظنی کرتا ہے وہ اس پر بدظنی نہیں کیا کرتا جس سے پیار ہو محبت ہو جو کسی کی عیب جوئی کرتا ہے برائیوں کی تلاش میں رہتا ہے اگر محبت اور پیار ہو کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔ اچھی چیز ہتھیانے کے لئے اپنے پیارے سے متعلق خیال بھی پیدا نہیں ہوسکتا، جتنا پیار بڑھے اتنا دل یہ چاہتا ہے کہ جو چیز مجھے اچھی ملی ہے میں اس کو دے دوں اور جو بھی چیز خود کو نصیب ہو رہی ہو اور اپنے پیارے کے پاس نہ ہو تو بعض دفعہ وہ اچھی چیز بری لگنے لگ جاتی ہے۔ اس سے انسان کو خوشی کے بجائے تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق روایت ہے کہ جب آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد باہر سے اعلیٰ قسم کی چکیاں آئیں اور بہت ہی عمدہ آٹا جب پہلی دفعہ ان چکیوں سے نکلا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے

حضور پیش کیا گیا کیونکہ وہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی نمائندہ تھیں۔ آپ نے جب اس آٹے کی بنی ہوئی روٹی کا پہلا لقمہ منہ میں ڈالا تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ کی خادمہ نے عرض کیا کہ یہ تو اتنا اچھا آٹا ہے اس سے لطف اٹھانے کی بجائے آپ رو کیوں رہی ہیں تو انہوں نے کہا کہ میرا آقا، میرا محبوب جب زندہ تھا اس وقت یہ آٹا میسر نہیں تھا۔ جنگ اُحد میں آپؐ کے دانت شہید ہوئے وہ موٹا آٹا جو ہم بنایا کرتے تھے اس کی گندم کے ٹکڑے یا جو کے ٹکڑے بعض دفعہ دانتوں میں آجاتے تھے اور تکلیف پہنچتی تھی اس لئے آٹا میرے لئے راحت کا نہیں غم کا موجب ہے، یہ محبت کی نشانی ہے، پیار کی سچی علامت ہے۔

پس جس بھائی سے پیار ہو اس کی چیز کی طرف لالچ کی نظر انسان ڈال ہی نہیں سکتا اگر اپنے بھائی کی چیز کی طرف آپ لالچ کی نظر ڈالتے ہیں تو پھر تھرمامیٹر رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ہاتھ میں تھما دیا ہے جس میں آپ اپنا ٹمپریچر دیکھ سکتے ہیں۔ یہ محبت کا ٹمپریچر نہیں ظاہر کرے گا، نفرت کا ٹمپریچر ظاہر کرے گا۔ فرمایا اچھی چیز ہتھیانے کی حرص نہ کرو، حسد نہ کرو۔ مضمون اور کھلتا چلا جا رہا ہے۔ دشمنی نہ کرو۔ پھر فرمایا بے رخی نہ برتو۔ پہلے تو یہ مضمون آگے بڑھ رہا تھا اب اس کا ایک اور کنارہ پیش فرما دیا کہ دراصل جب تم اپنے کسی بھائی سے بے رخی کرتے ہو تو وہاں بھی محبت کا فقدان ہے جو آگے پھر ان سب چیزوں میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ تبھی انبیاء کو خدا تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے لئے یہ جواب سمجھایا کہ جن کو تمہاری آنکھیں حقیر اور گھٹیا جانتی ہیں میں اُن سے وہ سلوک نہیں کرتا کیونکہ انہوں نے مجھے خدا کی خاطر قبول کیا ہے اس لئے مجھے اُس سے محبت اور پیار ہے۔ پس خدا کی خاطر ایمان لانے والوں کے لئے یہ بحث ہی نہیں رہتی کہ کوئی کس قوم سے تعلق رکھتا ہے کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ امیر ہے کہ غریب ہے کس حال میں ہے اس سے بے رخی نہیں برت سکتا۔

آنحضرت ﷺ ایک دفعہ ایک غیر مسلم سردار سے محو گفتگو تھے اور اس وقت ایک نابینا مسلمان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے بات میں دخل دینا شروع کیا۔ اب بات میں دخل دینا اخلاق سے گری ہوئی بات ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اس خیال سے کہ غیر مسلم ہدایت کی باتیں سننے آ رہا ہے اور اس پر برا اثر نہ پڑے۔ آپ کو سمجھانا بھی چاہا لیکن دل میں یہ بھی خیال تھا کہ اس غریب کی دل شکنی ہو گی تو کیسا عجیب لطیف انداز اختیار فرمایا اپنے ماتھے پر ہلکے سے بل ڈالے جس

سے اس دیکھنے والے غیر مسلم کو یہ معلوم ہو گیا کہ آنحضور ﷺ یہ بات پسند نہیں فرما رہے کہ کوئی اور شخص آ کر ہماری باتوں میں دخل دے اور چونکہ وہ دخل دینے والا چونکہ اندھا تھا اس لئے اس کو وہ بل دکھائی نہیں دیئے اس کی دل شکنی نہیں ہوئی۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ۙ﴿۲﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۳﴾ (عبس: ۲-۳) کہ دیکھو محمد ﷺ نے ماتھے پر بل ڈالا اور چہرہ دوسری طرف کر لیا اس لئے کہ اندھا اس کے پاس اپنے دین کی باتیں پوچھنے کے لئے آیا۔ (ترمذی کتاب التفسیر حدیث نمبر: ۳۲۵۴)

پرانے مفسرین نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ ناراضگی کا اظہار ہے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی بہت ہی لطیف تفسیر بیان فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ ناراضگی کا اظہار نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا ذکر ہے اور وہی ذکر ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ اندھے کو زبان سے کچھ نہیں کہا اس لئے جب اس کی دل شکنی نہیں ہوئی تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ اخلاق سے کسی معنی میں بھی گری ہوئی بات تھی۔ آپ نے تو مہمان کی عزت افزائی فرما دی جب اس کی طرف سے اعراض کیا اور ماتھے پر ایک آدھا بل آیا ہوگا جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تو محبت کے تقاضے جب اس طرح متضاد بھی ہو جائیں تو ایک لطیف روح کس شان کے ساتھ اُن تقاضوں کو ادا کرتی ہے لیکن غریب سے غریب اور آنکھوں سے معذور کے لئے بھی آنحضور ﷺ نے کبھی کوئی دل شکنی کی بات نہیں کی۔ پس میں یہ بات اس لئے کھول رہا ہوں کہ بعض دوسرے مسلمان بھی اس خطبہ کو سنتے ہیں وہ بھی یہ تفسیریں سنتے ہیں ۔ یہ رسول اکرم ﷺ پر غلط الزام ہے کہ آپؐ پر ناراضگی کے اظہار کے طور پر خدا تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے تو اخلاق سے ذرا سی بھی گری ہوئی کوئی بات نہیں کی بلکہ نہایت اعلیٰ درجے کے اخلاق کا اظہار فرمایا اپنے غریب غلام کی دلداری فرمائی اور اس کی دل شکنی سے اعراض کرتے ہوئے آنے والے مہمان کی عزت افزائی بھی فرما دی اور اس باریک پل صراط سے بغیر لڑکھڑائے ہوئے گزر گئے۔ تو محبت کے تقاضے بعض دفعہ متضاد بھی ہوں تو ذہین اور لطیف جذبات اور لطیف فکر کا مالک انسان ان سب تقاضوں کو بیک وقت پورا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی نصرت فرماتا ہے کجا یہ کہ ایک انسان دوسرے سے بے رخی برتنے کا عادی ہو۔ بعض دفعہ یہ چیز بڑی بڑی ٹھوکروں کا موجب بن جاتی ہے۔

مجھے ایک صاحب نے خط لکھا کہ فلاں بڑے آدمی کو (اس وقت تو بڑے آدمی سے بے چارہ کوئی زیادہ متاثر تھا لیکن مثال کے طور پر ذکر کر رہا ہوں۔ ہر بات میں اس کی تائید نہیں کر رہا) لے کر میں ربوہ گیا۔ وہاں فلاں صاحب مسجد میں باتیں کر رہے تھے اور میں اُن کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو اُن کو گویا پتا ہی نہیں کہ کتنا بڑا آدمی ہے اور وہ اپنی باتوں میں مصروف رہے۔ تو واقعہ یہ ہے کہ اعراض میں دراصل یہ بات بھی داخل ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے پاس پہنچتا ہے تو خواہ انسان باتوں میں مصروف ہو اس کی طرف کچھ نہ کچھ التفات چاہئے، آدمی اشارہ سے ہی کچھ نہ کچھ عرض کر دے کہ میں ابھی فارغ ہوتا ہوں یا السلام علیکم کہہ کر بات کر کے اور اجازت لے کر پھر دوسری باتوں میں مصروف ہو جائے۔ تو جماعت احمدیہ کو بہت اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھانا چاہئے اور یہ جو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے رخی نہ برتو، اس سے آپ بچیں گے تو اس سے بعد کی چیزوں سے بھی بچ جائیں گے۔ یہ پہلا ٹھوکر کا قدم ہے جس سے آپ پہچان سکتے ہیں کہ آپ کے دل میں کوئی ریاء، کوئی جھوٹ، کوئی غیر کے لئے محبت کی کمی تو نہیں ہے اور اسی طرح آپ اپنے نفس کے اندرونے کی باریک پر باتوں بھی آگاہ ہو سکتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ ایک اور رنگ میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جیسا خدا نے حکم دیا ہے اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو، مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اسے رسوا نہیں کرتا اُسے حقیر نہیں جانتا۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔ (مسند احمد مسند المکثرین حدیث نمبر: ۱۵۴۴۴) بیان کرنے والے کی تشریح ہے یعنی مقام تقویٰ دل ہے، یہ بھی مضمون میں درست ہو سکتا ہے مگر میں تو اس مضمون کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا دل تقویٰ کی آماجگاہ ہے۔ اگر کسی نے تقویٰ سے آشنائی حاصل کرنی ہے تو اس دل سے آشنائی حاصل کرے۔ تقویٰ کے انداز سیکھنے ہیں تو محمد مصطفےٰ ﷺ کے دل کی دھڑکنوں سے وہ انداز سیکھے۔ تو تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے سو فیصد درست بات ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل ہی کا تقویٰ تھا جو بعد میں لاکھوں کروڑوں دلوں کا تقویٰ بن گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است (درثمین فارسی: ۸۹)

تو واقعۃً ایک قطرہ سمندر بن جایا کرتا ہے اور ساری دنیا میں اس زمانے سے لے کر آج تک چودہ سو سال سے کچھ زائد عرصہ ہو گیا کہ کروڑوں اربوں مسلمان کو تقویٰ کی تھوڑی یا بہت توفیق ملی وہ اس دل سے پھوٹا تھا جس کی طرف اس وقت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی انگلی اشارہ کر رہی تھی اور آپؐ فرما رہے تھے کہ تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ پس ہمیں اس دل سے تقویٰ سیکھنا چاہئے اور اس دل کی اداؤں سے آشنائی کے بغیر ہم اُس دل سے تقویٰ کیسے سیکھیں گے۔

پس سیرت حضرت محمد مصطفی ﷺ کے خصوصاً ان حصوں کے مطالعہ کا شوق اور ذوق پیدا کرنا چاہئے اور جستجو کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ جہاں آنحضرت ﷺ مختلف تعلقات کی آزمائشوں میں اپنی سیرت کے جلوے دکھاتے رہے وہ آزمائشوں کے وقت ہیں جو ہم سب پر آتے ہیں لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان آزمائشوں پر اس طرح پورا اُترتے ہیں جیسے آنحضور ﷺ ان آزمائشوں پر پورا اُترے۔ پس تقویٰ سیکھنا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے حالات پر گہری نظر ڈالنا اور سیرت کا محض سرسری مطالعہ کرنا بلکہ گہری نظر سے اس دل میں ڈوب کر آپؐ کی سیرت کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق جو باتیں آپ سنتے ہیں وہ ایک عام انسان کی باتیں نہیں ہیں۔ اس لئے جب آپ وہ باتیں سنتے ہیں تو سطحی حسن سے متاثر ہو کر وہیں بات نہ چھوڑ دیا کریں۔ ایک انسان باغ میں سے گزرتا ہے اور پھولوں کا رنگ دیکھتا، خوشبو بھی سونگھتا ہے تو اُس نے بھی ضرور اس باغ سے فیض پایا لیکن ایک شہد کی مکھی ہے جو اُس کے دل میں اُترتی ہے، اُس کا رس چوستی ہے، اس کا فیض کچھ اور رنگ رکھتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کی سیرت میں بہت گہرائی ہے اس لئے بڑی محبت اور پیار کے ساتھ اُس دل میں اُتر کر تقویٰ کا رس لینے کی کوشش کریں جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سینے میں دھڑکتا ہے فرمایا۔

> ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اُس کا خون، اُس کی آبرو اور اُس کا مال۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر: ۴۶۵۰)

اکثر مسلم ممالک میں تو خون بھی حلال ہو گیا ہے اور دوسری دو چیزیں تو پہلے ہی حلال تھیں بدنصیبی یہ ہے کہ پاکستان میں شاید اس وقت دوسرے تمام ممالک کی نسبت بھائی کا خون زیادہ ارزاں

ہو چکا ہے۔ بھائی کا تو اور معاملہ ہے، ہر روز ایسی اندوہناک خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں کسی نے اپنی ماں کو قتل کر دیا، اپنے باپ کو قتل کر دیا، اپنی بہن کو قتل کر دیا، اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیا اور روزمرّہ کا دستور بن چکا ہے کہ ادنیٰ سی ناراضگی پر انسانی خون لے لیا جائے اور چھوٹی چھوٹی بات پر دھمکی دینا عام بات بن چکی ہے کہ ہم تمہاری جان لے لیں گے کوئی خدا کا خوف باقی نہیں رہا۔ اس کا آغاز آنحضورﷺ فرماتے ہیں بے رخی سے ہوا تھا۔ جب سوسائٹی میں ایک دوسرے سے بے رخی پیدا ہو جائے تو سوسائٹی جو سفر اختیار کرتی ہے یہ اُس کی آخری منزل ہے۔ تو بے رخی کو معمولی نہ سمجھیں۔ جب آپ کے پاس کوئی آتا ہے تو اُس کی عزت افزائی کریں۔ اگر وقت نہ بھی ہو تو جہاں تک ممکن ہو حسن سلوک کے ذریعہ اُس کے دل میں یہ بات جاگیزیں کرنے کی کوشش کریں کہ آپ اُس سے بڑھ کر نہیں ہیں آپ اُس کی خاطر چاہتے ہیں، اُس کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن وقت کی مجبوری ہے۔

اگر اس بنیاد پر آپ قائم ہو جائیں تو خیر کی اگلی عمارت لازماً تعمیر ہو گی اور شر کے ہر پہلو سے آپ بچتے چلے جائیں گے لیکن یہاں اگر غلط پتھر رکھا گیا اور بے رخی کے اُوپر آپ کے اخلاق کی تعمیر ہوئی تو اس کی بالائی منزلوں پر پھر خون لکھا ہوا ہے۔ اس منزل تک پہنچنا پھر لازماً ایک وقت کی بات ہے۔ جو قومیں اس نصیحت سے بے اعتنائی کرتی ہیں وہ پھر کچھ عرصہ کے بعد اُس منزل تک بھی پہنچ جایا کرتی ہیں۔

میں دوبارہ بتاتا ہوں کہ تین چیزیں حرام ہیں۔ مسلمان کا خون، اُس کی آبرو اور اُس کا مال۔

آبرو تو اتنی حلال ہو چکی ہے کہ راستہ چلتے ایک دوسروں کے سروں سے ٹوپیاں اُچھالی جاتی ہیں، بے عزتیاں کی جاتی ہیں، سخت کلام کی جاتی ہے، گندی گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک میں دیہات میں تو بدنصیبی سے ہل چلانے والا اور کچھ نہیں تو جانوروں کو ہی گالیاں دیتا چلا جاتا ہے اور بڑی غلیظ اور گندی گالیاں اس لئے میں خاص طور پر پاکستان کو اور ہندوستان کو بھی نصیحت کرتا ہوں لیکن پاکستان کو بہت زیادہ نصیحت کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایسا ملک ہے جس کی بھاری اکثریت حضرت اقدس محمد مصطفیﷺ کی غلامی کا دعویٰ کرتی ہے۔ اپنی زبان کو پاک کریں، اپنے بھائی کو اپنی زبان کے شر سے بچائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ باقی سب برائیاں بھی پھر مٹنی شروع ہو جائیں گی۔

جہاں تک مال کا تعلق ہے وہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر غیر کا مال حلال ہے۔ پہلے مولویوں

نے یہ فتوے دینے شروع کئے کہ مسلمان کا مال تو حرام ہے لیکن غیر مسلم کا مال بے شک کھاؤ اور لوٹو جو مرضی کرو۔ایک دفعہ جب بدی کی راہ کھل جائے تو پھر وہ قدم ایک جگہ رُک نہیں سکتے۔ بدی تو پھر لازماً آگے بڑھتی ہے۔اب یہ حال ہے کہ ہر ایک کا مال حلال ہو گیا ہے۔اپنا مال ہے جو حرام ہے کیونکہ اس میں حرام کی آمیزش ہو چکی ہے۔شاید ہی کوئی ایسا مال ہو گا جو واقعۃً حلال ہو۔

پس عملاً یہ صورت ہے کہ ہر غیر مال حلال بن گیا ہے جس کو آنحضرت ﷺ نے حرام قرار دیا تھا اور اپنا مال جس کو حلال بنانے پر زور دیا تھا وہ حرام ہو چکا ہے کیسی بدنصیبی ہے؟ اس ایک حدیث میں تمام دنیا کے معاشروں کی اصلاح کے سامان موجود ہیں۔ یہ تین باتیں ہیں جنہیں اگر مسلمان اپنالیں تو مسلمانوں کے مقدر بن جائیں۔اگر غیر اپنالیں تو اُن کی تقدیریں بدل جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قطع نظر اس کے کہ کسی کا مذہب کیا ہے اگر آنحضور ﷺ کی ان تین نصیحتوں پر کوئی عمل کرے تو اُس کی دنیا لازمی سنور جائے گی اور جو تین باتیں دنیا سنوارنے کی بیان فرمائی گئی ہیں یہ تینوں نیکی کی باتیں ہیں اور نیکی کے نتیجہ میں پھر اور نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان تین نصیحتوں پر عمل کرنے کے ذریعہ جن قوموں کی دنیا سنورے گی ان کا دین بھی سنور جائے گا۔دنیا ہی نصیب نہیں ہوگی ان کو آخرت بھی نصیب ہو جائے گی۔

تو اللہ تعالیٰ اگر غیروں کو توفیق نہیں دے رہا تو احمدیوں کو تو کم از کم توفیق ہونی چاہئے کہ جس رسول اکرم ﷺ کی محبت اور عشق کا دعویٰ کرتے ہیں، جس کی خاطر اتنی تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں جس کا کلمہ پڑھنے کے جرم کی سزا کے نتیجہ میں جیلوں میں جاتے ہیں، مال لوٹے جاتے ہیں، بازاروں میں اُن کو دھکے پڑتے ہیں، گالیاں دی جاتی ہیں، تھانوں میں بلایا جاتا ہے جس رسول ﷺ کی محبت میں یہ سب دکھ اُٹھا رہے ہیں اُس رسولؐ کے فیض سے اپنی دنیا اور اپنی عاقبت سنوارتے کیوں نہیں ہیں۔ان نصیحتوں پر اگر عمل کریں گے تو اس محبت کی جو سزا دی جا رہی ہے اُس سے ہزاروں لاکھوں گنا اُس محبت کا فیض آپ کو پہنچے گا ۔پس بڑی بدنصیبی ہوگی کہ محبت کے نتیجہ میں سزا تو پا رہے ہیں لیکن محبت کے فیض سے محروم ہیں۔

ایک اور موقع پر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ بڑے گناہ یہ ہیں۔اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

(بخاری۔کتاب الایمان حدیث نمبر:۶۶۷۵)

یہ جھوٹ کا مضمون ہے اور جھوٹی قسم کی بات پر پھر آ گئے یہ بات چل پڑی ہے کہ بہت سے مسلمان ممالک خصوصاً ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں اس وقت یہ صورت حال یہ ہے کہ بھائی کا مال ہتھیانے کے لئے یا غیر کا مال ہتھیانے کے لئے عدالتوں میں بے فکر اور بے دھڑک جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں لیکن اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ کیا ہوگا۔ اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت امہ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کے پاس دو آدمی آئے جن میں وراثت کی ملکیت کے بارہ میں جھگڑا تھا اور معاملہ پرانا ہونے کی وجہ سے ثبوت کسی کے پاس نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی باتیں سن کر فرمایا میں انسان ہوں اور ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی زیادہ لسان ہو اور بات کو بڑے عمدہ انداز اور لہجے میں بیان کر سکتا ہو۔

وہ سوسائٹی جھوٹ سے پاک تھی لیکن جھوٹ کی باریک قسموں میں چرب زبانی کے ذریعہ غلط حق حاصل کرنا بھی شامل ہے۔ پس آنحضور ﷺ نے اس باریک جھوٹ کی قسم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہوسکتا ہے چرب زبان ہو، عمدہ طریق پر بات بیان کرے اور میں اس سے متاثر ہو کر کوئی رائے قائم کرلوں اور اس کے حق میں کوئی فیصلہ دے دوں حالانکہ حق دوسرے فریق کا ہو۔ ایسی صورت میں اس فیصلہ سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے اور اپنے بھائی کا حق نہیں لینا چاہئے کیونکہ اُس کے لئے وہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اُسے دلا رہا ہوں۔ اگر وہ لے گا تو قیامت کے دن وہ سانپ بن کر اُس کی گردن پر لپیٹا ہوا ہوگا۔ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر دونوں کی چیخیں نکل گئیں اور ہر ایک نے یہ عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ساری جائیداد میرے بھائی کو دے دیں مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ (ابوداؤد کتاب الاقضیاء حدیث نمبر: ۳۱۱۲)

کتنا اعلیٰ درجہ کا ایمان تھا، کیسا یقین تھا، کیسی محبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے تھی، کتنا کامل یقین اُن وعید پر تھا جو آنحضور ﷺ کی زبان پر جاری ہوا کرتے تھے کہ قیامت کے دن یہ تمہیں ملے گا۔ ہمارے کتنے قضیئے ہیں اور کس آسانی سے وہ نپٹ جائیں اگر انسان اس حدیث پر نگاہ رکھے اور اپنے معاملات قضا میں پیش کرتے ہوئے واضح جھوٹ تو درکنار ادنیٰ سی چرب زبانی کے ذریعہ بھی غیر کا حق لینے سے اجتناب کیا جائے یہ اگر ہو جائے تو جماعت احمدیہ کی قضاء کا اکثر کام جو ہے وہ ہلکا ہو جائے اور مقدموں تک نوبت ہی نہ پہنچے۔ دراصل اس مزاج کے لوگ مقدمہ بازی کرتے ہی نہیں۔ اس تک پہنچتے نہیں ہیں۔ مقدموں سے پہلے پہلے ہی ان کے معاملات نپٹ جایا کرتے ہیں۔

پھر آنحضورﷺ نے فرمایا اچھا تم یوں کرو کہ اندازے سے جائیداد کے دو حصے کرلو اور پھر قرعہ ڈال لو جس کے حصہ میں جو جائیداد کا حصہ آئے لے لے اور اگر وہ سمجھتا ہو کہ قرعہ میں بھی دوسرے کو کچھ مل گیا ہے تو پھر اس کو چھوڑ دے۔اس خیال کو دل سے نکال دے کہ بھائی کو کچھ زیادہ مل گیا ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے ابتلاء سے ٹل گئے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں فرمایا۔

''آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنالئے جاتے ہیں...''

یہ آج سے سوسال پہلے کی بات ہے۔آپ اندازہ کریں کہ اُس زمانہ میں جبکہ مقابلۃً جھوٹ بہت ہی کم تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹ سے کیسی کراہت تھی کہ جو تھوڑا سا بھی جھوٹ دکھائی دیتا تھا اُس سے طبیعت کو گھن آتی تھی اور یوں لگتا تھا کہ ہر طرف جھوٹ پھیل رہا ہے۔ آج کے زمانہ میں جو حال ہو چکا ہے وہ نا قابل برداشت ہے۔یہی باتیں سو گنا بڑھا لیں تو آج کی حالت یہ بنتی ہے۔فرماتے ہیں۔

''... کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے...''

کیسا پیارا کلام ہے سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔طرز ایسی اختیار کریں گے کہ سچ کا پتا نہ لگ جائے، جو سچ بولنے والے بھی ہیں وہ سچ سے دامن بچا کر اس رنگ میں بیان کردیں گے کہ سچ کی طرف کوئی بات اشارہ نہ کر جائے۔

''...اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرتﷺ لے کر آئے تھے؟...''

آپؐ تو وہ دین لے کر آئے تھے جس کا میں نے ابھی اس حدیث میں ذکر کیا ہے لیکن آج عملاً کیا ہو رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پوچھے ان سے کوئی کہ کیا یہ وہی دین تھا جو آنحضرتﷺ لے کر آئے تھے''۔

’’...اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

(الحج:۳۱) بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔...‘‘

یعنی خدا تعالیٰ نے بت پرستی کے ساتھ جھوٹ کو ملایا ہے۔

’’... جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔ جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔...‘‘

یعنی بت کے ذریعہ سے نجات چاہتا ہے۔ یہ مراد ہے

’’... جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا...‘‘

آج آپ کسی جگہ پر بات کر کے دیکھ لیں، ہمیشہ یہی جواب ملے گا کہ ٹھیک ہے۔ دنیا میں رہنا ہے اس کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ مجبوری ہے یعنی اپنے محبوب کے بغیر کیسے گزارا ہو سکتا ہے۔ جس نے جھوٹ کو معبود بنا لیا ہو وہ اس بات میں تو سچا ہے کہ اس کا اس بت کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس بات میں جھوٹا ہے کہ انجام کار وہ اُس کے کسی کام آئے گا۔

جھوٹ کا بت ہمیشہ دغا کرتا ہے انجام کار ضرور نقصان پہنچاتا ہے فرمایا۔

’’...اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد نمبر ۴ صفحہ:۶۳۶)

پھر فرماتے ہیں ’’خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا۔ وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا

جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اُس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا۔'' (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ: ۲۸)

پس وہ لوگ جو خدا کی مخلوق پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اُس سے باز نہیں آتے بالآخر اُن کی زبانیں کھلتی ہیں اور انہیں میں سے وہ بدنصیب پیدا ہوتے ہیں جو خدا پر جھوٹ باندھنے لگتے ہیں اور وہ لوگ جو خدا کے سچوں پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ بھی دراصل خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں کیونکہ خدا کے پاک بندوں پر جھوٹ باندھنا بھی ایسا ہی ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو، احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ مگر تمام مسلمان عالم کو بلکہ تمام دنیا کو جھوٹ کی نجاست اور جھوٹ کی بت پرستی سے نجات بخشے۔ آمین